مفتی محمد اسمٰعیل طورو *

عورت کا چہرہ اور اس کا پردہ

میڈیا کے غلط استعمال، مغربی فیشن اور طرز فکر نے ہر انسان کے ذہن کو تخریب پسند بنا دیا ہے۔ اور اسی سبب سے بعض مغرب زدہ عوام خواہش نفس پر چل کر اپنی ارواح کو تسکین دیتے ہیں اور اس ذہنی خود تراشیدہ فکر کیلئے قرآن و حدیث میں قطع و برید اور اسکے معانی میں تحریف و تلبیس سے کام لیکر اپنے پاک رب کو ناراض کرتے ہیں۔ محترم قارئین جس طرح کہ میڈیکل کے اختلافی مسئلہ کی تشریح کا حق ڈاکٹر کو ہے انجینئرنگ کے مسئلے پر بحث کا حق انجینئر کو ہے قانون کی تشریح کا حق ماہر جج کو حاصل ہے بالکل اسی طرح شرعی مسئلے کا صحیح صورتِ حال اس کا تعینِ حکمی متند جید عالم دین کو حاصل ہے۔ جس طرح مریض یا عام شخص کا ڈاکٹر سے میڈیکل میں الجھنا بیوقوفی ہے انجینئرنگ کے مسئلے میں اس فن کے غیر ماہر فرد کا انجینئر کے خلاف کتاب اٹھا کر مقابلہ کرنا ابلہی و نادانی ہے۔ بالکل اسی طرح عام فرد کا دین کے کسی مسئلہ کی شرعی حد متعین کرنا اور علماء کرام کے خلاف عدم اعتماد اور دقیانوسیت کے نقارے بجانا صرف بیوقوفی ہی نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے۔ بعض سادہ لوگوں کا تو کہنا ہے کہ ہم دین کو تو مانتے ہیں ملا کو نہیں مانتے یہ بالکل اس طرح ہے کہ کوئی کہے کہ ہم انجینئرنگ اور ڈاکٹری کو تو مانتے ہیں لیکن انجینئر اور ڈاکٹر کو نہیں مانتے اگر چہ جسطرح ڈاکٹری کو مان کر ڈاکٹر کو نہ ماننا حقیقت میں ڈاکٹری کا انکار ہے اسی طرح عالم کو نہ مان کر دین کو ماننا اسلام کا انکار ہے اور یہ گناہ نہیں چھپا ہوا کفر ہے۔ ڈاکٹری ڈاکٹروں نے پہنچائی ہے تو دین کا رشتہ اسلاف کیساتھ علماء ہی نے تو جوڑا ہے۔ سب سے اہم یہی تمہید تھی۔ اس لئے اس پر قدرے بحث کی گئی۔

چہرہ کے پردہ پر بحث کرنے سے پہلے ان حضرات کے دلائل آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ چہرہ چھپانا کوئی ضروری نہیں ہے۔

ان کی پہلی دلیل یہ آیت ہے ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا (سورۃ نور) اور عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں مگر بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے۔ اس کی تفسیر میں ابن عمرؓ اور دیگر بعض صحابہؓ سے مروی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔ (لہذا چہرہ نہیں چھپانا چاہئے)

---

* دارالافتاء جامعہ اسلامیہ راولپنڈی

ان کی دوسری دلیل ابوداؤد شریف کی وہ روایت ہے جس میں حضور ﷺ کی سالی اسماءؓ ان کے گھر اس حال میں آئی کہ اس نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے حضور ﷺ نے ان سے رخ موڑا اور ارشاد فرمایا کہ اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے علاوہ اس کا کچھ نظر نہیں آنا چاہیے اور چہرہ اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا (قرطبی ج ۱۲ص ۲۲۸)

ان کی تیسری دلیل ترمذی شریف میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فضل ابن عباسؓ کو حج کے موقع پر سواری کے پیچھے بٹھایا ہوتھا۔ ایک عورت نے حضور ﷺ سے مسئلہ پوچھا جسکا چہرہ کھلا ہوا تھا تو فضلؓ اسکو دیکھ رہے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے ان کی گردن ہاتھ سے موڑ دی۔

ان کے دلائل پر تبصرہ:

پہلی دلیل کے متعلق عرض یہ کہ جس طرح اس آیت کی یہ تفسیر منقول ہے اسی طرح دیگر صحابہؓ سے اور تفاسیر بھی منقول ہیں جو آگے جا کر نقل ہونگیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کو چہرہ کھلا رکھنے کے بارے میں قطعی ماننا کسی حال میں بھی ،، علمی لحاظ ،، سے درست نہیں ہے۔

دوسری بات اس قسم کی تفاسیر کی صحت کا ہے چنانچہ اس آیت کے متعلق جن مرسل روایات کو پیش کیا جاتا ہے اسمیں ایک ابن عباسؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے (بیہقی ج ۲ص ۲۲۵) جسمیں عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ہے جو ضعیف ہے اور اس کا اِس معنیٰ میں کوئی متابع نہیں اور بیہقی میں ایک اور روایت بھی ابن عباسؓ سے ہے لیکن اسمیں ،، خفیف ،، ضعیف ہے عائشہؓ کی روایت بھی اسمیں نقل کی جاتی ہے کہ الا ما ظھر منھا سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے (بیہقی) لیکن اسمیں عقبہ بن عبداللہ الاصم ضعیف ہے۔ (سنن کبری ج ۲ص ۲۲۶ میں) انسؓ سے بھی اس قسم کی روایت ہے لیکن اسکی سند معلوم نہیں باقی تابعین ؒ کی کچھ روایتیں بھی اسطرح کی ہیں لیکن ان کی سندیں مخدوش ہیں۔ حضرت اسماءؓ کی جو حدیث ابوداؤد شریف کے حوالے سے نقل کی جاتی ہے وہ مرسل روایت ہے مرفوع نہیں یعنی اسکی سند میں انقطاع ہے اسلئے کہ خالد بن دریک کا حضرت عائشہؓ سے سننا ثابت نہیں ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے خود ابوداؤد ہی میں اس روایت پر تنقید کی ہے۔ تو کیا ان کے نزدیک اس طرح کی روایت حجت ہے؟ اور فضلؓ کی روایت کا تعلق حج کے ساتھ ہے اور حج کے دوران چہرہ چھپانے کے وہی احکام نہیں جو عام حالات میں ہیں۔

اہم نکتہ:- اس آیت کے مفہوم کو تفسیروں کے مختلف بیانات نے اچھا خاصا مبہم بنا دیا ہے ورنہ بجائے خود بات بالکل صاف ہے۔ پہلے فقرے میں ارشاد ہوا ہے کہ و لایبدین زینتھن : وہ اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کریں۔ اور دوسرے فقرے میں: الا: بول کر اس حکمِ نہی سے جس چیز کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ ہے ما ظھر منھا جو کچھ اس آرائش وزیبائش میں سے ظاہر ہوا یا ظاہر ہو جائے۔ اس سے صاف مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو خود اس کا اظہار اور

اس کی نمائش نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ جو آپ سے آپ ظاہر ہو جائے (جیسے چادر کا ہوا سے اڑ جانا اور کسی کی زینت کا کھل جانا) یا جو آپ سے آپ ظاہر ہو (جیسے وہ چادر جو اوپر سے اوڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ بہر حال اس کا چھپانا تو ممکن نہیں ہے۔ اور عورت کے جسم پر ہونے کی وجہ سے بہر حال وہ بھی اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے) اس پر خدا کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ یہی مطلب اس آیت کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ اور ابراہیم نخعیؒ نے بیان کیا ہے۔ اس کے برعکس بعض مفسرین نے ما ظهر منها کا مطلب لیا ہے ما يظهره الانسان على العادة الجارية (جسے عادۃً انسان ظاہر کرتا ہے)، اور پھر وہ اس میں منہ اور ہاتھوں کو ان کی تمام آرائشوں سمیت شامل کر دیتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک یہ جائز ہے کہ عورت اپنے منہ کو مسی اور سرمے اور سرخی پاوڈر سے اور اپنے ہاتھوں کو انگوٹھی چھلے اور چوڑیوں اور کنگن وغیرہ سے آراستہ رکھ کر لوگوں کے سامنے کھولے پھرے۔ یہ مطلب ابن عباسؓ اور ان کے شاگردوں سے مروی ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں کہ ماظهر کے معنی ما يظهر عربی زبان کے کس قاعدے سے ہو سکتے ہیں؟ ،،ظاہر ہونے،، اور ،،ظاہر کرنے،، میں کھلا ہوا فرق ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن صریح طور پر ،،ظاہر کرنے،، سے روک کر ،،ظاہر ہونے،، کے معاملے میں رخصت دے رہا ہے۔ اس رخصت کو ظاہر کرنے کی حد تک وسیع کرنا قرآن کے بھی خلاف ہے اور ان روایات کے بھی خلاف جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں ،،حکم حجاب،، آجانے کے بعد عورتیں کھلے منہ نہیں پھرتی تھیں۔ اور ،،حکم حجاب،، میں منہ کا پردہ شامل تھا۔ اور احرام کے سواء دوسری تمام حالتوں میں نقاب کو عورتوں کے لباس کا ایک جز بنا دیا گیا تھا۔ پھر اس سے بھی زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ اس رخصت کے حق میں دلیل کے طور پر یہ بات پیش کی جاتی ہے کہ منہ اور ہاتھ عورت کے ستر میں داخل نہیں ہیں۔ حالانکہ ،،ستر،، اور ،،حجاب،، میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ،،ستر،، تو وہ چیز ہے جسے محرم مردوں کے سامنے کھولنا بھی ناجائز ہے۔ رہا ،،حجاب،، تو وہ ستر سے زائد ایک چیز ہے جسے عورتوں اور غیر محرم مردوں کے درمیان میں ،،حائل،، کیا گیا ہے اور یہاں بحث ،،ستر،، کی نہیں۔ بلکہ ،،احکام حجاب،، کی ہے۔ (القاء السكينة في تحقيق ابداء الزينة)

اصل میں چہرہ کھولنے کے متعلق جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں یا تو ان کا تعلق حج کے موقع کے ساتھ ہوتا ہے یا پھر اسکے مقابلے میں دیگر کثیر متعارض روایات موجود ہوتی ہیں یا ستر عورت اور مسئلہ حجاب میں فرق نہ کرنے کی بنا پر غلط فہمی لگ جاتی ہے یا چونکہ پندرہ سال تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا لہذا پردہ کے نازل ہونے سے پہلے عورتوں کا چہرہ نہ چھپانے والی روایات سامنے لائی جاتی ہیں یا حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت نکاح کی غرض سے آتی ہے اور حضور ﷺ اسکے چہرے کو دیکھ لیتے ہیں اور یا دیگر ضعیف مرسل روایات کو پیش کر کے چہرہ کھولنے کا مشورہ دیا جاتا ہے

چہرہ چھپانے کے دلائل　　پہلی بات۔ آئمہ مجتہدین جمہور فقہاء امام مالک امام شافعی کے اکثر حضرات اور امام

احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کیلئے چہرہ چھپانا فرض، لازم اور ضروری ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چہرہ ستر عورت میں داخل تو نہیں لیکن پردہ (حجاب) میں داخل ہے اور پردہ اس کا واجب اور لازم ہے ۔ آئمہ اربعہ کے مذاہب کی کتب معتبرہ کے حوالے ملاحظہ ہوں۔ (المغنی لابن قدامہ حنبلیؒ ج ٦ ص ٥٥٨، ٥٥٩)۔ شرح مہذب للنووی شافعی۔ فتاویٰ شامی) فتاویٰ ابن تیمیہ حنبلیؒ کی عبارت ملاحظہ ہو

فمـا ظهر من الزينة هو الثياب الظاهرة فهذا لا جناح عليها في ابدائها اذا لم يكن في ذلك محذور آخر فان هذه لا بد من ابدائها وهذا قول ابن مسعودؓ وغيره وهو المشهور عن احمدؒ وقال ابن عباسؓ: للوجه و اليدين من الزينة الظاهره، وهي الرواية الثانية عن احمد وهو قول طائفة من العلماء كالشافعي وغيره وامر سبحانه النساء بارخاء الجلابيب لئلا يعرفن ولا يؤذين وهذا دليل على القول الاول وقد ذكر عبيده السلماني وغيره: ان نساء المؤمنين كن يدنين عليهن الجلابيب من فوق رءوسهن حتى لا يظهر الا عيونهن لاجل رئوية الطريق وثبت في الصحيح،، ان المراة المحرمة تنهى عن الانتقاب والقفازين،، وهذا مما يدل على ان النقاب و القفازين كانا معروفين في النساء اللاتي لم يحرمن وذلك يقتضي ستر وجوههن و ايديهن" (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ١٥ ص ٣٧٠ اور ٣٧١) فقال ابن مرزوق مشهور المذهب (للشوافع) وجوب سترهما (الوجه و الكفين) (عليش في منح الجليل ج ١ ص ١٣٣، مواهب الجليل ج ١ ص ٣٩٩ و ٥٠٠) وقال البلقيني الترجيح بقوة المدرك و الفتوى على ما في المنهاج ومذهب الشافعيه ويحرم نظر فحل بالغ الى عورة حرة اجنبية و كذا وجهها و كفيها عند خوف الفتنة و كذا عند الامن على الصحيح (مغني المحتاج ج ٣ ص ١٢٨، نهاية المحتاج ج ٦ ص ١٨٤) ومذهب الحنابلة فاما نظر الرجل الى الاجنبية من غير سبب فانه محرم الى جميعها في ظاهر كلام احمد (مغني) وتمنع المراة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة (در مختار الحنفي كتاب الكراهية عن قهستاني)

اب آپ آیات قرآنیہ، ارشادات نبویہ، براہین عقلیہ اور پردہ کے حق میں غیر مسلم فلاسفروں کی آراء اور زمانہ جاہلیت میں عرب سمیت یورپین ممالک میں پردہ پر عمل کے متعلق تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی دلیل:

یا ایھا النبی قل لازواجک و بناتک و نساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن (قرآن) اے پیغمبر خدا ﷺ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی بیویوں کو کہہ دیجئے کہ (باہر جاتے وقت) اپنے اوپر اپنی چادریں ڈالیں۔

والجلباب فی لغہ العرب التی خاطبنا بھا رسول اللہ ﷺ ھو ما غطی جمیع الجسم لا بعضہ (محلی ابن حزم ص۲۱۷)

روایات میں آتا ہے کہ اس آیت کے اترنے کے بعد صحابیات ؓ ایک آنکھ کھول کر دیوار سے لگ لگ کر میلی کچیلی باہر جایا کرتی تھیں (ابن ماجہ۔ در منثور)۔ تفصیل میں جانے کی بجائے آپ از خود معتبر تفاسیر میں اس آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ صاحب روح المعانی نے عورت کا چہرہ چھپانے کے متعلق تفصیلی بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ یدنین کا مطلب ہی یہی ہے کہ چہرہ پر کپڑا ڈالنا یدنین علیھن یرخین علیھن یقال اذا زل الثوب عن وجہ المراته ادنی ثوبک علی وجھک (ج ۱۲ص۸۹) اور امام ابن جریر طبری نے جامع البیان میں ج ۲۲ص۳۳، علامہ ابو بکر جصاص نے احکام القرآن میں ج ۳ص ۴۵۸، علامہ زمخشری نے الکشاف میں ج ۲ص۲۲۱، قاضی بیضاوی نے تفسیر بیضاوی ج ۴ص ۱۶۸ میں، علامہ نظام الدین نیشاپوری نے غرائب القرآن میں ج ۲۲ص۳۲ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں ج ۶ص۵۹۱ یدنین علیھن من جلابیبھن کا یہی مطلب بیان کیا ہے کہ عورتیں چادر سر پر ڈال کر پلو چہرے پر ڈال کر چہرے کو چھپائیں۔ چنانچہ تفسیر روح المعانی (ج ۲۲ص نمبر ۸۸/۸۹) میں ہے کہ محمد بن سیرین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سلمانی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس آیت کی عملی تفسیر فرمائیں انہوں نے چادر لی اور بدن اور چہرہ چھپا کر بائیں جانب سے آنکھ نکالی (انتہی)۔ صاحب روح المعانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں چہرہ کو کھولتی تھیں اس آیت کے اترنے کے بعد چہرہ چھپانے کا حکم ہوا۔ یہی تشریح زیادہ مناسب ہے ابن سعد ؒ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا کہ چہرہ چھپالیا کریں۔ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عورتوں کو حکم دیا کہ چہرے چھپالیا کرو اور صرف ایک آنکھ چادر سے کھول لیا کرو اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چادر اسطرح پہنے کہ گلا بھی نظر نہ آئے (تفصیل ہذا تفسیر در منثور ج ۴ص ۲۲۱/۲۲۲)

والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن ان یضعن ثیابھن ابن مسعود ؓ، ابن عباس ؓ، ابن عمر ؓ، مجاہد ؒ، سعید ابن جبیر ؒ، ابوالشعثاء ؒ، ابراھیم نخعی ؒ، حسن ؒ، قتادۃ ؒ، زہری

”اور اوزاعیؒ وغیرہ ان سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ ان کپڑوں سے مراد چادر ہے کہ بوڑھیاں ان کو رکھ سکتی ہیں اور چہرے کھول سکتی ہیں اور نوجوان چہرہ نہیں کھول سکتیں۔ واضح رہے کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ صحابی کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کا قول سمجھا جائے گا (تدریب)

صحابیات کا عمل آپ نے دیکھ لیا اب آپ دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

۲- و اذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (سورۃ احزاب) جب عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔

اس پر بحث کی ضرورت نہیں بلکہ یہ بالکل واضح ہے کہ جب عورت پردے کی اوٹ میں ہوگی تو پوری چھپی ہوگی اور آیت کا تعلق ،،ستر عورت،، سے نہیں بلکہ ،،مسئلہ حجاب،، سے ہے۔ (اور اس کی پشت پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ امہات المومنین کی خصوصیت تھی)

۳- ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا (سورۃ نور) اور عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں مگر بجز اس کے جواز خود ظاہر ہو جائے۔ اب یہ متعین کرنا ہے کہ کونسی جگہیں ،،ظاہر کرنے،، والی یا از،،خود ظاہر ہوئے،، والی ہیں اور کونسی چھپانے کی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت کے مطابق ،،نہ چھپانے والی جگہوں،، سے آنکھ اور انگلی یا ظاہری کپڑے اور پردے کی چادر مراد لیتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ عورت کو چہرہ چھپانا چاہیے۔ ہاں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔ لیکن اسکا مطلب یہی ہے کہ قاضی کے ہاں شہادت کے دوران یا نماز کے دوران یا حج کے دوران یا کوئی تجارتی بڑا معاملہ طے کرتے وقت یا نکاح وغیرہ کے وقت ضرورۃ للحاجۃ چہرہ کھولنے کی اجازت ہے (اس لئے کہ یہ ،،ستر عورت،، میں شامل نہیں) (ہدایہ شریف آخرین)

یاد رکھو ایک ،،ستر عورت،، ہے اور ایک ،،مسئلہ حجاب (پردہ)،، ہے۔ اس آیت کا تعلق ستر عورت کیساتھ ہے کہ چہرہ ،،ستر عورت،، میں شامل نہیں۔ اور پہلی ذکر کردہ آیت کا تعلق ،،حجاب (پردہ)،، کیساتھ ہے۔ اس بات کو سمجھیں کہ ،،مسئلہ حجاب،، اور مسئلہ ،،ستر عورت،، الگ الگ ہیں اس کو آپس میں خلط ملط نہ کریں۔ سورۃ احزاب والی آیت پہلے اتری ہے جس پر صحابیات کا عمل ایسا رہا کہ ایک آنکھ کھول کر دیواروں سے لگ لگ کر میلی کچیلی باہر نکلتی تھیں۔ اور ولا یبدین والی آیت بعد میں اتری ہے۔ تو کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ پہلے تو ایک آنکھ یا دو آنکھوں کے کھولنے اور چہرہ چھپانے کا مشورہ اور حکم دیا گیا اور پھر پورا چہرہ کھولنے کا حکم ہوا؟ نہیں بلکہ دونوں میں بے غبار جوڑ یہ ہے (ورنہ پھر تو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تضاد نظر آجائیگا) کہ پہلی آیت کا تعلق ،،مسئلہ حجاب،، سے ہے اور دوسری کا تعلق مسئلہ ،،ستر عورت،، سے ہے۔

ایک ہے خواہش نفس پر چلنا اور اس پر اپنے لئے قرآن و حدیث سے دلیل ڈھونڈنا جس کو منطق کی اصطلاح میں ,,a priori،، کہتے ہیں اسکا کوئی علاج نہیں اور اگر کوئی عورت سنجیدگی سے شریعت پر عمل کرنا چاہتی ہے تو تقوی اور احتیاط کا یہی پہلو ہے کہ اللہ تعالی کی شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور چہرہ کو چھپا کر چلے جس میں عورت کی عزت بھی ہے اور مردوں سے حفاظت بھی۔

۴۔　ابوداؤد اور ترمذی شریف میں مروی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنے والی عورت حالت احرام میں اپنا چہرہ نہ چھپائے اس پر نقاب نہ ڈالے۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ چونکہ عورت کو عام طور پر چہرہ چھپانے کا حکم ہے اس لئے حکم ہوا کہ یہ مسئلہ حج میں نہیں۔

۵۔　بلکہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم حالت احرام میں بھی چہرہ چھپاتی تھیں۔ یہی حنفی مسلک ہے کہ عورت حالت احرام میں چہرے پر نقاب تو نہ ڈالے لیکن اس انداز سے نقاب (veil) ڈالے کہ چہرہ کیساتھ لگے بھی نہیں تا کہ حج خراب نہ ہو اور پردہ بھی ہو مثلا سر پر لکڑی کا چھتہ رکھکر اسپر چہرے کی طرف پلو لٹکائے۔

۶۔　حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورت پردے کی صورت میں سر سے چادر چہرے پر ڈالے (فتح الباری)

۷۔　یہودیوں کیساتھ غزوہ بنو قینقاع کی جنگ تو اس لئے چھڑ گئی تھی اور ان کو مدینہ سے تو اس لئے در بدر کر دیا گیا تھا کہ ایک مسلمان باپردہ عورت کو بازار میں ایک یہودی نے کہا چہرہ دکھا اس نے انکار کیا یہودی نے زبردستی کی عورت نے مدد کیلئے پکارا ایک مسلمان نے آ کر اس یہودی کو جہنم رسید کیا۔ دوسرا یہودی آیا اور مسلمان کو شہید کر دیا حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں پر چڑھائی کی اور یہ سب کچھ اللہ تعالی کے حکم سے ہوا لیکن پوری جنگ چہرے سے چھڑ گئی اور اب مسلمان عورتوں کے ہاں اسکی کوئی اہمیت نہیں۔ اللہ تعالی ہم کو سمجھ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سیرۃ ابن ہشام۔ البدایہ والنہایہ)۔

۸۔　ابن شماس ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اسکا نام ام خلاد تھا اپنے بیٹے کے بارے میں جو شہید ہو چکے تھے نبی ﷺ سے پوچھ رہی تھیں اور اس نے نقاب کیا تھا تو بعض صحابہؓ نے اس کو کہا کہ اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھ رہی ہو اور نقاب بھی کیا ہوا ہے ؟ (اتنی پریشانی کے عالم میں بھی چہرہ چھپانا نہیں بھول رہی ہو) تو اس عورت نے جواب دیا کہ میں اپنے بیٹے کو کھو چکی ہوں حیا اور غیرت تو نہیں کھو چکی۔ (حاشیہ ابوداؤد شریف، کتاب الجہاد، باب فضل قتال الروم)

۹۔　مسلم، ابوداؤد، ترمذی، سنن نسائی، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان اور طبرانی حدیث کی کتابوں میں جو اس قسم کی لاتعداد احادیث مروی ہیں کہ جو آدمی جس عورت سے شادی کرنا چاہے تو اس کو پہلے دیکھے (اور دیکھنے سے مراد بغیر

کپڑوں اور دوپٹے کے نہیں ہے بلکہ مراد چہرہ اور قد وغیرہ کو دیکھنا ہے) چنانچہ انظر الیھا فانہ احری ان یودم بینکما جیسی احادیث کا یہی مطلب ہے کہ عورت کا چہرہ دیکھنا عام حالات میں شرعاً غلط ہے اسلئے تو صحیح ابن حبان کے الفاظ اسطرح ہیں ولا باس ان ینظر الیھا (زیلعی ج ۲ص ۲۸۹) کہ کوئی حرج نہیں ہے یعنی اسکا الٹا مفہوم یہی نکلتا ہے کہ اس ضرورت کے بغیر عورت کے چہرے کو دیکھنا خلاف شریعت ہے۔ اور عورت کے جس حصے کا دوسرے کیلئے دیکھنا ممنوع ہے تو ظاہر ہے اس کا چھپانا بھی لازم ہوگا۔

۱۰۔ حضرات فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو جن وجوہات کی بنا پر سزا دے سکتا ہے ان میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسکی بیوی اگر کسی غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولے یا اس سے بات کرے۔ او کشفت وجھھا لغیر محرم او کلمته (باب التعزیر فتاوی شامی ج ۳ص ۱۹۰)

پس خلاصہ یہ ہے کہ عورت کیلئے قرآن میں یہی حکم ہے کہ وہ گھر میں رہے اور گھر سے باہر نہ نکلے الا یہ کہ حاجت پیش آجائے۔ اب اگر وہ حاجت کیلئے نکلے تو اسکو حکم ہے کہ بڑی چادر میں چہرہ اور بدن چھپا کر باہر نکلے اور اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہیں جس میں وہ چہرہ کھول سکتی ہے نمبر ایک مثلاً حج میں رش، گواہی کی ادائیگی یا کوئی اور حاجت اور نمبر دو کام کاج کے وقت بغیر قصد کے چہرہ کھل جائے لیکن ان دونوں صورتوں میں مردوں کو یہی حکم ہے کہ وہ نظروں کی حفاظت کریں۔

۱۱۔ غیر مسلم ترقی یافتہ ممالک کی عورتیں زمانہ قدیم میں بھی نہایت ہی ہر شر سے سالم پردہ کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ چار دیواری ہی کے اندر رہتی تھیں اور باہر نہ نکلتی تھیں (''سوشلزم کی تعمیر نو'' از گورباچوف۔ صفحہ ۱۱۷۔ پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی ''عورت اسلامی معاشرہ میں'' ص ۳۷۔ پردہ۔ عورت کا نظام عفت وعصمت)

۱۲۔ یہی حال زمانہ جاہلیت کے خاندانی عورتوں کا تھا اس کیلئے جاہلی شاعر سبر فقعسی کا شعر ملاحظہ فرمائیں جس نے اسلام کے زمانے کو پایا ہی نہیں۔ اور اپنے فریق مخالف کو عار دلا رہا ہے کہ تمہاری ہمارے ساتھ لڑائی کے دوران، تمھاری عورتیں ڈر کیوجہ سے چہرہ کے پردہ کو بھی بھول جاتی ہیں۔ ان کے چہرے کھلے رہتے ہیں خاندانی عورتیں نہیں بلکہ لونڈیاں لگتی ہیں و نسو تکم فی الروع بادو جوھھا یخلن اماء والاماء حرائر (حماسہ ص نمبر ۴۱)

آخری دونوں دلائل لانے کی وجہ یہ ہے کہ میری معزز ماں بہنو: یہ پردہ صرف اسلام کا مسئلہ نہیں یہ غیرت وحیا اور ناموس کا بھی مسئلہ ہے خاوند کا اپنی بیوی یا بھائی کا اپنی بہن کو پردہ کی دعوت دیتے وقت بیوی بہن کا یہ جواب سراسر غلط ہے۔ کہ تو خود دین پر عمل نہیں کرتا اور مجھے پردہ کا کہتا ہے اس لئے کہ داڑھی کاٹنا یقیناً کبیرہ گناہ اور حرام ہے لیکن دنیاوی ناموس وغیرت کا اس کے ساتھ تعلق نہیں اور بے پردگی صرف گناہ نہیں بلکہ بے حیائی اور بے شرمی کیساتھ

ناموس کی موت ہے۔

۱۳- عقلی دلیل- اسلام نے پردہ کا کیوں کہا؟ یا کہا ہی نہیں؟ اور اگر کہا ہے اور یقیناً کہا ہے تو اسمیں کیا فوائد ہیں اس کے جوابات آپ خود متعین فرمائیں لیکن میں صرف یہ بات جانتا ہوں کہ،، حسن کا حقیقی سرچشمہ،، اور پورے بدن کے،، حسن کا ترجمان،، چہرہ نہ چھپا کر باقی بدن کا پردہ کرنا کہاں کا پردہ ہے؟ خدا کی قسم یہ صرف اپنے نفس کو دھوکہ میں ڈالنے اور شیطان کو خوش کرنے والی بات ہے۔

<u>عقلی دلیل نمبر ۲:</u>

اگر کوئی لڑکا باہر کسی ملک میں رہتا ہو۔ اور لڑکی یہاں پر ہو اور رشتے کی بات چل جائے۔ تو لڑکا وہاں سے خبر بھیجتا ہے کہ لڑکی کی تصویر بھیجو۔ تو گھر والے لڑکی کی تصویر کھینچ کر لڑکے کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ لڑکی والے لڑکی کی تصویر بغیر کپڑوں کے کھینچ کے نہیں بھیجتے ہیں۔ بلکہ چہرہ اور قد کو دیکھ کر لڑکا لڑکی کو پسند کرتا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوا کہ بدن کے حسن کا حقیقی چیز چہرہ ہی ہے۔ پسند ناپسند چہرہ سے ہی ہوتا ہے لہٰذا اس کا چھپانا لازم اور ضروری ہے۔

اولہ پر کچھ بحث کرنے کے بعد اب کچھ متفرق ذہن ساز باتوں اور شیطانی بہانوں کے جوابات کی طرف اپنا رخ موڑتے ہیں۔

شرعی پردہ یا رواجی پردہ؟ شرعی پردہ نہ کہ رواجی پردہ مطلب یہ ہے کہ جس پردہ کی طرف شہوت ابھرے یا نظریں لپکیں وہ پردہ نہیں بلکہ پردے کے نام پر فحاشی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ باپردہ عورت جسکے پردہ کی طرف نظریں لپکیں وہ عورت بے پردہ ہے۔ تو کیا آج کل کے رواجی پردے سے شہوات دب جائیں گی؟ ہرگز نہیں اسی طرح تنگ و چست لباس پہن کر صرف چہرہ پر نقاب ڈال کر باقی جسم کی نمائش کرنا یا آج کل کی وہ کالی اور گرے کلر کی چادریں جو بدن سے بالکل چپک کر بدن کا ہر حصہ الگ نظر آتا ہے کیا پردہ ہے؟ یا پردے کے نام پر فحاشی؟ کیا پیغمبر خدا ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ عورت باہر میلی کچیلی نکلے ولیخرجن تفلات (ابن ماجہ) اور گھر میں خاوند کیلئے زینت کرے؟

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر عمل کی یہی صورت ہے کہ یا ایسا کھلا برقعہ ہو جسمیں پورا بدن ڈھکا رہے یا ایسی موٹی چادر جو ٹخنوں کے نیچے تک ہو۔ بدن سے چپکے اور نہ دلکش ہو اور اس میں ہاتھ گال یا دائیں یا بائیں کندھے پر رکھ کر ایک آنکھ سے راستہ کی طرف دیکھا جائے۔ یا دونوں آنکھوں کو اس طرح کھولا جائے کہ راستہ تو نظر آئے لیکن سامنے والے کو آنکھیں نظر نہ آئے۔

بعض ''صحافی'' لکھتے ہیں کہ یہ نظریہ،، قدیم اسلامی،، ہے،، جدید یا ماڈرن اسلام،، کے علمبرداروں کا یہ نظریہ نہیں ہے۔ تو میں ان صحافیوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا اسلام ایک ہے یا دو ہیں؟ یا جو اسلام کے پابندی والے

احکام پر عمل نہیں کر سکتے انہوں نے اپنے لئے کوئی،، نیا آسان خواہش نفس کے مطابق،، اسلام گھڑ لیا؟ یہ حضرات لکھتے تو "چہرہ" کے پردہ پر ہیں لیکن گھر پر ان کے بچیوں کے دوپٹے بھی غائب ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو بے پردگی ہے اور دوسری طرف جو نیک خواتین دین پر عمل پیرا ہیں ان کے دل میں دین کے بارے میں شکوک پیدا کئے جارہے ہیں۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پردہ دل کا صاف ہونا چاہیئے۔ تو کیا صحابیات جو نہایت بہترین زمانہ میں کامل مکمل پردہ کرتی تھیں انکا دل بے پردہ تھا نعوذ باللہ یہ بہت ہی غلط بات ہے اور ایک تنظیم بنی ہے جو ننگے گھومتے پھرتے ہیں اس میں لاکھوں مرد اور عورتیں شریک ہیں اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارا دل صاف ہے اس لئے ہم نے ننگا پن اختیار کیا ہے تو آپ ان کو کیا جواب دیں گے؟ دل صاف ہونے کی دلیل قرآن وحدیث پر عمل ہے۔ بعض کہتی ہیں زمانہ جدید ہو گیا ہے اور تم لوگ پرانی باتیں کرتے ہو جواب یہ ہے کہ زمانہ بدل گیا ہے تو کیا شریعت منسوخ ہو گئی۔ جب اچھے زمانے میں اس طرح پردہ تھا۔ تو اب تو میڈیا نے ہر کسی کے دل کو شہوات سے بھر دیا ہے تو اب تو خوب پردہ کرنا چاہیے نہ کہ کپڑے اتار دینے چاہئیں۔

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ پردہ کا کہنے والے شکی ہیں بدگمانی کرتے ہیں اس لئے پردہ کا کہتے ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ نعوذ باللہ کیا اللہ اور رسول ﷺ شکی تھے جنہوں نے پردہ کا حکم دیا۔

میری ماں بہنو: مغرب اس بے پردگی کی سیلاب سے تنگ آچکا ہے۔ آپ جدید لٹریچر پڑھیں آپ کو پتہ لگ جائے گا کہ جس چیز سے وہ تنگ آچکے اس پر قابو پانے میں ناکامی کے بعد اس چیز کو مسلمانوں اور خصوصاً مشرق پر ڈال رہے ہیں۔ ژد لیمان، مسز جونی، ڈاکٹر سموئیل، پروفیسر آرنلڈ ٹائن بی، مسز مارگن، امریکی ایکٹرس مسز سیرگ اور مس انی روڈ جیسے مانے ہوئے ماہرین نفسیات اور سکالروں کا جدید لٹریچر کا مطالعہ کریں تو آپکو پتہ لگ جائے گا کہ یہ مولویوں کی باتیں نہیں بلکہ جن کافر سکالروں کو بعض مغرب زدہ مسلمان قرآن وحدیث سے بھی زیادہ درجہ دیتے ہیں وہ بھی چیخ چیخ کر عورت کو امور خانہ داری کے ساتھ انسلاک، خاوند کی خدمت، بچوں کی تربیت اور چادر چاردیواری میں لانے کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکی سزا بھگت چکے ہیں گورباچوف اپنی کتاب " سوشلزم کی تعمیر نو" میں لکھتے ہیں (بلکہ پورا ایک باب perestroika. pg 117) اس پر قائم کیا ہے کہ عورت کو دوبارہ چاردیواری میں لانا چاہیے) وہ لکھتے ہیں کہ" ہم عورتوں کو معیشت میں ترقی کیلئے باہر لائے۔ لیکن جو انہوں نے منافع اور وسائل پیدا کئے وہ ان مسائل کے مقابلے میں کم ہیں جو انہوں نے فحاشی وغیرہ سے پیدا کئے۔ عورت کے چاردیواری سے نکلنے کے بعد ہمارا گھریلو نظام تباہ و برباد ہو کر رہ گیا اب ضرورت اس بات کی ہے کی عورت کو پھر کس طرح چاردیواری کے اندر داخل کیا جائے۔"

لیکن ہم ہیں کہ انکی نقالی پر فخر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اے اللہ ہم کو سمجھ نصیب فرما اور خواہشات نفس سے حفاظت فرما۔ آمین ثم آمین۔ /